فہرست کلان طلب کرنے پر مفت نذر ہوگی

ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل

اس آیت میں اکل بالباطل یعنی غیر مشروع طریق سے آمدنی حاصل کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اسمین کی بعض صورتون کا غیر مشروع ہونا چونکہ اکثر پر مخفی تھا اس لیے پانچ کثیر الوقوع طریقون کی انکشاف حقیقت وحکم کی غرض یہ پانچ رسالے یعنی

تحذیر الاخوان عن الربوا فی الہندستان و الکشف عن وجہ الرشوۃ

والنفی فی احکام الرقی

الصریح فی تحقیق اجرۃ النکاح و النہی عن فساد التوزیع

جسمین سے پہلے مین ہندوستان مین سود لینے کی بحث اور دوسرے مین رشوت کی حقیقت اور تیسرے مین جھاڑ پھونک کے متعلق ضروری تحقیق اور چوتھے مین نکاح خوانی کی اجرت کا حکم اور پانچوین مین متعارف چندہ کی بعض مفاسد کا بیان ہے۔ لکھے گئے اور جناب مولوی محمد انعام اللہ صاحب نے

مطبع انتظامی کانپور میں طبع کیا گیا

قیمت بخشیہ - چہار آنہ (۴/) - اعلان احقر سے حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہم کی تمام تصانیف اور کانپور کے مطبع قیومی - رزاقی - مجیدی - نولکشوری - نظامی - انتظامی وغیرہ کی کتابین عند الطلب بہت جلد بکفایت ملین گی - راقم محمد انعام اللہ تاجر کتب پور ریکاپور نمبر ۶۲

تحذیر الاخوان عن الربوا فی الہندستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَلٰى مَا رَفَعْتَ الْحِجَابَ عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَصَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ الَّذِي كَشَفْتَ الظَّلَامَ بِنُوْرِهِ التَّامِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْمُتَوَرِّعِيْنَ عَنِ الرَّيْبِ وَالْاٰثَامِ

امابعد عرض کرتا ہی عاجز گنہگار محمد اشرف علی عفاعنہ الغفار کہ مین نے جب دیکھا کہ ہندوستان مین اکثر لوگ بنک سے سود کا لین دین کرتے ہین اور کوئی امیر شاید ہی اِس سے محفوظ ہو اور اکثر اُسکو حلال و مُباح سمجھتے ہین آسلامی خیر خواہی اسکی مقتضی ہوئی کہ اس باب مین دو چار ورق بطور استفتا کے اگر لکھے جاوین تو امید ہادیِ برحق و شافیِ مطلق سے یہ ہی کہ مسلمانون کو اس بلا سے نجات ہو شاید میری نجات اخرویہ کا بھی وسیلہ ہو جاوے یا اللہ اس تحریر مین توفیق کو میرا رفیق فرما اور خطا و لغزش سے بچا اور سب لغزشون سے درگذر فرما تو ہی عاجزون کا دستگیر ہی اور بندون کے حال پر خبیر و بصیر ہی

وَهَا اَنَا اَشْرَعُ فِي الْمَقْصُوْدِ بِعَوْنِكَ يَا وَلِيَّ الْكَرَمِ وَالْجُوْدِ

سوال

کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ بعض لوگ ہندوستان کو دارالحرب سمجھکر بنک سے بذریعہ پرامیسری نوٹ یا ڈاکخانہ مین جمع کر کے یا کسی کارخانہ مین تعیین نفع کر کے سُود [ع] لینا جائز سمجھتے ہین اور بعض لوگ ہندوؤن سے بھی اور بعض لوگ مسلمانون سے بھی لینا اور بعض لوگ لینا دینا دونون جائز سمجھتے ہین ان صورتون مین لینا دینا جائز ہی یا نہین بَیِّنُوْا تُوجَرُوا

ع ان سب صورتون مین یہ منفعت سود ہی پرامیسری نوٹ تو صریح قرض ہی اور ڈاکخانہ مین جمع کرنا بھی بوجہ اسکے کہ شرط ضمان ہوتی ہی قرض ہی اور تعیین نفع سے بھی چونکہ شرائط مضاربت فوت ہو جاتے ہین راس المال قرض ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

الجواب

اول اصل مسئلہ کی تحقیق ضروری ہی امام ابو حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دار الحرب مین کافر حربی سے
اور جو حربی مسلمان ہو کر دار الحرب مین رہتا ہو اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کرے اُس سے سود لینا
اسی طرح جمیع بیوع فاسدہ سے جس مین اُسکی رضا ہو اُسکا مال لینا جائز ہی اور ائمہ ثلثہ اور امام ابو یوسف کے
نزدیک حرام ہی اور دار الاسلام مین کسی سے لینا مطلقاً یا دار الحرب مین مسلم اصلی یا ذمی سے یا اُس حربی سے
(جو اسلام لاکر ہجرت کے بعد دار الحرب کی طرف لوٹ گیا ہو) لینا یا کسی کو سود دینا بالاتفاق حرام ہی ولا بین
حربی ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمہ لان مالہ ثمہ مباح فیحل برضاہ مطلقا بلا غدر
خلافا للثانی والثلاثۃ وحکم من اسلم فی دار الحرب ولم یہاجر کحربی در مختار احترزبالحربی
[ابو یوسف رح ای الامام] [من الائمۃ الاربعۃ غیر امامنا الاعظم ۱۲]
عن المسلم الاصلی والذمی وکذا عن المسلم الحربی اذا ہاجر الینا ثم عاد الیہم فانہ لیس للمسلم ان
یرابی معہ اتفاقا قولہ لان مالہ ثمہ مباح قال فی فتح القدیر لا یخفی ان ہذا التعلیل انما یقتضی
حل مباشرۃ العقد اذا کانت الزیادۃ ینالہا المسلم الی اٰخر ما قال واطال اھ رد المحتار
دلیل ائمہ ثلثہ وابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کی اطلاق دلائل ہی من غیر فصل بین المسلم وغیرہ اور
دلیل طرفین کی تین ہین دو نقلی ایک عقلی دلیل اول قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لا ربوا
[امام اعظم وامام محمد رحمہما اللہ تعالے ۱۲]
بین المسلم والحربی فی دار الحرب ہدایہ دلیل ثانی قصہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
شرط مقرر فرمانے کا غلبۂ روم پر کہ یہ بعینہ قمار ہی فی الکمالین حاشیۃ تفسیر الجلالین روی انہ لما
انزل اللہ ہذہ[1] الاٰیۃ خرج ابو بکر یصیح لیظہرن الروم علی فارس بعد بضع سنین فقال لہ
ابی بن خلف کذبت اجعل بیننا وبینک اجلا اراہنک علیہ فراہنہ علی عشر قلائص من
الابل وجعل الاجل ثلث سنین وفی روایۃ خمسا وفی اخری ستا فاخبر النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال البضع ما بین الثلث الی التسع فزایدہ فی الخطر ومادہ فی الاجل فجعلہا مائۃ
قلوص[2] الی تسع سنین فظہرت الروم علی فارس فی سنین فاخذہ ابو بکر من ورثۃ ابی
بن خلف وکان قد مات وجاء بہا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتصدق بہ اھ تیسری دلیل

[1] یعنی الم غلبت الروم الخ منہ دامت فیوضہم ۱۲ [2] قلوص بالفتح شتر مادہ جوان وشتر مادہ کہ بران سوار
توان شد وشتر مادہ دراز پا و دست ۱۲ مر اللہم اغفر لکاتبہ

هکذا اوقع القیل والقال ودار الجواب والسؤال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بالجملۃ بعد اللتیا واللتی طرفین رحمہما اللہ کے نزدیک حربی سے دار الحرب مین سود وغیرہ لینا جائز ہی اور دوسرے ائمہ کے نزدیک حرام ہی اور باقی صورتین بالاتفاق حرام یہانتک تو تحقیق تھی اختلاف مجتہدین کی حلت و حرمت مین اور یہ سب جب ہی کہ امام صاحب کے قول کو ظاہر پر رکھا جاوے لیکن بعض علمائے محققین عـ۱ قول امام کی تاویل فرماتے ہین کہ اگر دار الحرب مین کسی نے سود لیا تو امام اُس سے کچھ تعرض نہ کریگا جیسا دار الحرب مین زنا کرنے سے امام اُسپر حد جاری نہین کرتا یہ معنی ہین اباحۃ کے مگر یہ تاویل بعید معلوم ہوتی ہی بچند وجوہ اوّلاً لفظ طیب له سیر کبیر مین مصرح ہی ثانیاً حرمۃ فروج کی تصریح کی ہی حالانکہ اباحۃ بالمعنی المذکور مشترک ہی ثالثاً اس معنی کے اعتبار سے لینا دینا دونون برابر ہین پھر وجہ فرق کیا ہی فتامل اور بعض فضلائے مدققین عـ۲ نے احراز بدار الاسلام کو شرط فرمایا ہی اور اس دعوی کو دلائل سے ثابت کیا ہی اگرچہ کتب متداولہ مین مذکور نہین مگر مسلمین حربین مین اسکی اباحۃ کی تصریح اسکے منافی ہی کہ وہان احراز نہین ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ جواز معاملہ امر آخر ہی اور اباحۃ مال شی دیگر اور مدعا امام صاحب کا ثانی ہی نہ اول اور فرق دونون مین مسئلۂ قضاء قاضی بشہادۃ الزور مین معلوم ہوتا ہی کہ مال مباح ہو جاتا ہی اور یہ طریق حرام ہی اسیطرح اگر کوئی مقرض کسی مستقرض سے اپنا دین وصول نہ کر سکے اور وہ یہ حیلہ کرے کہ ایک حر کو اُسکے ہاتھ بعوض ثمن مساوی دین کے بیع کرکے روپیہ پر قبضہ کرے تو یہ معاملہ حرام ہوگا اور مال حلال یہ قول بہت عمدہ معلوم ہوتا ہی کیونکہ جواز معاملہ کی کسی نے تصریح نہین کی مال کو البتہ طیب لکھا ہی فانصف ولا تعسف وما سبق فی اول الرسالۃ من عبارۃ رد المحتار انما یقتضی حل مباشرۃ العقد اذا کانت الزیادۃ للمسلم الخ لا حجۃ فیہ اما اولاً فلانہ لیس ھذا العنوان بخصوصہ منقولا عن المجتہد واما ثانیا فلان محط الفائدۃ فی ھذہ العبارۃ لیس لفظ حل المباشرۃ بل التقیید بکون الزیادۃ للمسلم فیحتمل التجوز فی لفظ حل المباشرۃ حیث عبر بہ عن اباحۃ المال کما فی الهدایۃ لان مالهم ثمہ مباح اب باقی رہی تحقیق اسکی کہ ملک ہندوستان دار الاسلام ہی یا دار الحرب پس یہ تو ظاہر ہی کہ قبل عملداری انگریزی ہندوستان دار الاسلام تھا اور ہندو وغیرہ ذمّی ہوکر رہتے تھے اب یہ جاننا چاہیے کہ دار الاسلام کن چیزون سے دار الحرب ہو جاتا ہی اسمین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب تو یہ ہی کہ مجموعہ امور ثلاثہ سے

عـ۱ المراد بہ مولانا محمد یعقوب النانوتوی رحمہ اللہ تعالی ۱۲ عـ۲ المراد بہ مولانا محمد قاسم النانوتوی رحمہ اللہ تعالی ۱۲

ہوتا ہی (۱) اہل شرک کے احکام جاری ہونے سے تفسیر اسکی یہ ہی کہ احکام اسلام مین سے کچھ باقی نہ رہے
(۲) اُسکے متصل ہونے سے دار الحرب کے ساتھ (۳) اس سے کہ وہان مسلم یا ذمی بے دھڑک نہ باقی رہے
امان اول سے اور صاحبین کے نزدیک فقط احکام کفر کے ظاہر ہونے سے دار الحرب ہوجاتا ہی لا یصیر
دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلاثة باجراء احکام اهل الشرك وباتصالها بدار الحرب وبان
لا يبقى فيها مسلم او ذمي امنا بالامان الاول على نفسه در مختار وقالا بشرط واحد لا غير وهو
اظهار حكم الكفر وهو القياس هنديه رد المحتار قوله باجراء احكام اهل الشرك اى على
الاشتهار وان لا يحكم فيها بحكم اهل الاسلام هنديه وظاهره انه لو اجريت احكام المسلمين
واحكام اهل الشرك لا تكون دار الحرب ط رد المحتار اور ہندوستان نہ تو صاحبین کے قول پر
دار الحرب ہی کیونکہ اگرچہ احکام شرک کے اسمین علی الاعلان جاری ہین لیکن احکام اسلام کے بھی بلا خوف
مشتہر ہین اور دونون کے باقی رہنے سے دار الحرب نہین ہوتا اور نہ امام صاحب کے قول پر دار الحرب ہی
کیونکہ اجراے احکام کفر بتفسیر مذکور یہان نہین ہوا بلکہ بدستور احکام اسلام جاری ہین اور ایسی صورت
مین دار الحرب نہین ہوتا چنانچہ غایۃ الاوطار مین ہی استروشی نے اپنی فصول مین ابو الیسر سے
مذکور کیا کہ دار الاسلام دار الحرب نہین ہوتا جبتک کہ وہ سب امور باطل نہو جائین جنکی جہت سے
وہ دار الاسلام ہوا ہی اور اسبیجابی نے اپنے مبسوط مین اسی طرح مذکور کیا ہی اور امام ناصر الدین نے
منشور مین ذکر کیا کہ دار الاسلام بسبب جاری ہونے احکام اسلام کے دار الاسلام ہوا ہی جب تک
کوئی چیز علائق اسلام سے باقی رہیگی تو جانب اسلام کو ترجیح دی جائیگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اھ
اور اتصال اسکو بعض جوانب سے دار الحرب کے ساتھ ہی اور بعض جوانب سے دار الاسلام کے ساتھ اور بعض جوانب سے
دریا شور کے ساتھ چنانچہ ماہرین جغرافیہ پر مخفی نہین اور دریا شور مین علما کا اختلاف ہی کہ دار الحرب کے حکم مین ہی یا کسیکے
حکم مین نہین یا یہ کہ اُسکے ماورا کا اعتبار ہی و فی الشرنبلالیۃ قبیل باب العشر سئل قاری
الهداية عن البحر الملح امن دار الحرب او الاسلام اجاب انه ليس من احد القبيلين لانه
لا قهر لاحد عليه اه قال فى الدر المنتقى هناك لكن قد منا فى باب نكاح الكافر ان البحر
الملح ملحق بدار الحرب اه رد المحتار اور علامہ شامی نے ایک مقام پر کہا ہی وظاهره ان البحر
ليس بفاصل اه یعنی اُسکے ماورا کا اعتبار ہی پس اتصال اسکو جانب بحر مین (جیسے متصل ملک عرب کے)

یا دار الحرب سے ہی یا دار الاسلام سے یا کسی سے بھی نہین بہر حال پورا اتصال اسکو دار الحرب سے نہین پس
درصورت تعارض اتصالات مثل اجرای احکام کے ترجیح اتصال دار الاسلام کو ہوگی جسکا مقتضا یہ ہی
کہ دار الاسلام ہو دوسری شرط بھی مفقود ہوئی رہی تیسری شرط وہ بھی مفقود ہی کیونکہ ابتداے حکومت
انگریزی مین رعایا پر کسی قسم کی دار وگیر وبے اطمینانی سرکار کی جانب سے نہین ہوئی بلکہ بدستور ہر شخص
اپنے جان ومال پر مطمئن رہا شاید کسی کو شبہہ ہو کہ غدر سے تو امان اول باقی نہین رہا بلکہ عہد ثانی کی ضرورت
ہوئی اول تو یہ بات غلط ہی غدر مین صرف باغیون کو اندیشہ تھا عام رعایا سرکار سے بالکل مطمئن تھی
دوسری سلمنا غایت سے غایت یہ ہوگا کہ بعض کے لیے امان اول باقی ہی بعض کے لیے امان ثانی یہ بھی
مثل دونون اجراؤن یا دونون اتصالون کے ہوگا اور ترجیح دار الاسلام کو دی جاویگی اور اگر بالفرض
والتقدیر اس صورت مین دار الحرب بھی ہوگیا ہو تب بھی دار الحرب اجرای احکام اسلام مثل جمعہ وعید سے
دار الاسلام ہوجاتا ہی فی الدر المختار ودار الحرب یصیر دار الاسلام باجراء احکام اهل
الاسلام فیها کجمعة وعید ان بقی فیها کافر اصلی وان لم تتصل بدار الاسلام درر اه اس صورت
مین بھی ہندوستان دار الاسلام[1] ہوگا یہانتک تحقیق ہوئی ہندوستان کے دار الاسلام یا دار الحرب
ہونے کی تقریر بالا سے واضح ہوا کہ اول تو اس مسئلہ مین ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف رح مخالف اور
طرفین کے دلائل مخدوش[2] اور اگر خدشات سے قطع نظر کرکے طرفین کے قول پر عمل کرین تو ہندوستان
کا دار الحرب ہونا[3] اتفاقاً غیر ثابت[4] پس بنک سے سود لینا کیونکر جائز ہوگا اور ہندو جو کہ عہد شاہی سے ذمی ہین
اُنسے تو باوجود دار الحرب ہونے کے بھی لینا جائز نہوتا[5] فکیف وهو دار الاسلام اور درصورت

سلہ بعض علماے محققین کی اسمین یہ تحقیق ہی کہ ہندوستان من کل الوجوہ نہ دار الحرب ہی نہ دار الاسلام بلکہ بین بین ہی
جیسا حبشہ تھا کیونکہ حبشہ اگر دار الحرب ہوتا تو وہان جانے کا نام ہجرت کیون ہوتا اور اگر دار الاسلام ہوتا تو وہان سے
آنے کا نام ہجرت کیون ہوتا دونون حیثیتون سے دونون ہجرتین صحیح ہوئین اور اس قسم کے لوگ اصحاب الہجرتین کہلائے
اس تحقیق کی نفاست مین کوئی کلام نہین مگر خدشہ اس قدر ہے کہ ممکن ہی کہ حبشہ دار الحرب ہو لیکن بوجہ امن کے
وہان ہجرت ہوئی اور یہ ہجرت دار الخوف سے طرف دار الامن کے ہو اور وہان سے مدینہ کی طرف دار الحرب سے
طرف دار الاسلام کے ہو یہ معنی دو ہجرتون کے ہون چنانچہ بعض علماے نے اس مضمون کے قریب قریب لکھا ہی اور ارشد العلماء
کا ارشاد دار الحرب ہونے کے باب مین اور طور پر ہی جو آخر رسالے مین منقول ہی ۱۲ منہ سلہ رسم المفتی مین مقرر ہوچکا ہی کہ وقت تعارض
اقوال علماء کے قوۃ دلیل مین نظر کرنا چاہیے اور جب اسکی اہلیت نہو تو اُسکا دوسرا حکم ہی ورنہ مرجوع پر عمل کرنا منع کیا گیا ہی ۱۲ منہ مدظلہ
سلہ یعنی امام صاحب کا قول اول جیسا سابقاً حاشیہ مین نقل کیا گیا ۱۲ منہ زادت افاداتہ سلہ نعم لو قیل بارتفاع العهد
الاول کما ارشد الیہ ارشد العلماء لما بقی الهنود ذمیین ۱۲ منہ دامت فیوضهم

دار الحرب ہونے کے اگر مسلمان سے لینا جائز ہوتا تو اُس مسلمان سے جو حربیون مین سے اسلام لاتا
نہ مسلم اصلی سے اور نہ ذمی نومسلم سے اور دینا[1] تو کسی حالت مین جائز نہین ہو سکتا پس تعجب ہی کہ
بعض اہل اسلام ہندوستان کو دار الحرب قرار دیکر آمدنی بنک کو حلال سمجھتے ہین اور بعض لوگ لیکر
خود نہین کھاتے دوسرون کو کھلا دیتے ہین یہ ایک اعتبار سے پہلے سے زیادہ بُرا ہی کیونکہ صنفِ اول تو غالبًا
کبھی نادم بھی ہو جاتے ہونگے اور یہ لوگ تو اپنے کو بالکل بری الذمہ اور اپنی راے کو مستحسن سمجھتے ہین وَهُمْ
يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا الآیۃ کیا نہین جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے
والے اور کھلانے والے دونون پر لعنت فرمائی ہی حافظ رح نے کیا خوب کہا ہی **شعر** ترسم کہ صرفۂ نہ برد روز
باز خواست ✦ نان حلالِ شیخ ز آبِ حرام ما ✦ **فائدہ** اور ایک صورت تجارت بنک کی یہ ہی کہ مالکان روپیہ
نفع نقصان مین شریک رہتے ہین مگر منافع بوجہ مصالح انتظامیہ بمقدار معین مالکون کو ملتے ہین باقی امانۃً
بنک مین جمع رہتے ہین یہ صورت بحث مذکور سے خارج ہی مگر چونکہ اہل بنک روپیہ کو سود کے لین دین سے
بڑھاتے ہین اسوجہ سے یہ نفع حرام ہی اسیطرح اگر ڈاکخانہ مین جمع کر دیا جاوے اور یہ تحقیق ہو جاوے کہ
یہ روپیہ سود پر یا عقود باطلہ وفاسدہ مین نہین چلتا تو جائز ہی ورنہ اعانت علی الحرام حرام ہی **فرع**
اگر غلطی سے کسی نے سود کا معاملہ کر لیا اور اب وہ توبہ کرتا ہی تو اُسکو چاہیے کہ بقدر اصل وصول کر کے
باقی چھوڑ دے **فی التفسیر المظہری** عن سالم بن ابی الجعد قال جاء رجل الی ابن عباس
فقال انی اقرضت رجلا یبیع السمک عشرین درهما فاهدی الی سمکۃ قومتها ثلثۃ عشر
درهما فقال خذ منہ سبعۃ دراهم رواہ ابن الجوزی **فرع** بعض لوگ اپنا حصہ بنک مین
دوسرے کے ہاتھ کم وزیادہ کے عوض فروخت کر ڈالتے ہین یہ بھی جائز نہین کہ اموال ربویہ مین وقت اتحاد
قدر وجنس کے تفاضل ونسیہ ہر دو اور وقت اختلاف احدہما کے نسیہ حرام ہی پس اگر برابر معاوضہ بھی
ہوتا تب بھی بوجہ حاضر نہونے احد البدلین کے یہ بیع حرام تھی چہ جائیکہ تفاضل ونسیہ دونون
موجود ہون اور اشرفی کے عوض اگر بیع ہو تب بھی بوجہ نسیہ کے ناجائز ہی **فی الہدایہ** الربوا
محرم فی کل مکیل وموزون اذا بیع بجنسہ متفاضلا وان تفاضلا لم یجز لتحقق الربوا واذا

---

[1] الا للمحتاج حاجۃ شدیدۃ یعتبر الشرع تلک الحاجۃ لا مافیہ اسراف وتنعم وجاہ ففی الاشباہ والنظائر آخر القاعدۃ الخامسۃ من الفن الاول ہکذا فی القنیۃ والبغیۃ یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح آہ وفی الحموی نحوذ لک ۱۲ منہ